ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد ۱۵ شمارہ نمبر ۳۰ ۲۶ جولائی تا یکم اگست ۲۰۰۲ء ۱۵ تا ۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ

وائیکو پر پوٹا کا استعمال

این ڈی اے حکومت کا برا حال

کیا پوٹا میں ترمیم کی جائیگی؟

پوٹا میں ترمیم یا اس کے کسی سیکشن کو ختم کرنے سے اسکا ناجائز استعمال نہیں رک سکتا اس کا واحد علاج صرف یہ ہے کہ پارلیمنٹ اس سیاہ قانون کو کالعدم قرار دے دے ...... محمد سالم جامعی

گذشتہ ۲۶ مارچ کو جب جمہوری ہندوستان کی تاریخ میں این ڈی اے حکومت نے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کر کے پیام نامی سیاہ قانون پوٹا کو منظوری دلائی تھی اور ایک طرح سے ملک کی جمہوری تاریخ میں ایک سیاہ باب کا اضافہ کیا تھا اس وقت شاید ہمارے عاقبت نا اندیش حکمرانوں کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ ایک دن یہی قانون ان کے گلے کا پھندا بن جائے گا۔

گذشتہ ہفتہ تاملناڈو کی ایک اہم اور این ڈی اے میں شریک پارٹی ایم ڈی ایم کے کے لیڈر مسٹر وائیکو کی پوٹا کے تحت گرفتاری اس کی تازہ ترین مثال ہے۔ جے للیتا کی دراصل جے للیتا انتقامی سیاست کی ماہر کھلاڑی ہیں۔ وہ جب جب اقتدار کے گلیاروں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی ہیں انھوں نے سخت سے سخت قانون کا استعمال کرکے اپنے مخالفوں کو دبانے یا اپنے قدموں میں جھکانے کی کوشش کی ہے۔ گذشتہ سال اسمبلی انتخابات میں کامیابی کے بعد جب مس جے للیتا نے وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا تو انھوں نے سب سے پہلا کام اپنے سب سے بڑے حریف ایم کروناندھی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرکے کیا تھا مگر مرکز کی مداخلت اور قانون کی کمزوری کی وجہ سے ملکہ وہ معاملہ درست خطوط پر بننے میں ڈال دیا گیا ہے مگر اس حقیقت سے بہر حال انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جے للیتا نے اپنی انتقامی سیاست کے جوہر بہر حال دکھلا ہی دیے۔

غالباً مس جے للیتا کو اس وقت یہ احساس ہوگیا تھا کہ وہ اپنے مخالفین کو کسی روایتی قانون کے ذریعے نہیں بلکہ ایک ایسے قانون کے ذریعے ہی قابو میں رکھ سکتی ہیں جس کا غلط پورے ملک میں ہو رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی باجپئی حکومت نے پوٹا لانے کا اعلان کیا مس جے للیتا کی امیدیں بندھ گئیں اور انھوں نے اس کی پرجوش حمایت کرکے جہاں ایک طرف این ڈی اے پر اپنی پکڑ مضبوط بنالی وہیں انھیں اپنے مخالفین کو دبانے کے لیے ایک ہتھیار بھی مل گیا۔

مسٹر وائیکو پر جے للیتا نے پوٹا کے تحت کارروائی کرکے قانون کا صحیح استعمال کیا ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو اب عدالت ہی کرے گی تاہم اس واقعہ نے این ڈی اے کی بدنیتی کو ضرور ظاہر کردیا ہے۔ باجپئی حکومت نے پوٹا کو غیر معمولی حالات کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف اس لیے منظور کرایا تھا تاکہ ملک کی اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو اس کا نشانہ بنا کر انھیں ان کی اوقات بتادی جائے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ داؤ خود اس کے خلاف پڑتا جارہا ہے اور شاید اسی لیے اب این ڈی اے میں شامل پارٹیاں بشمول بی جے پی اس بات پر غور کر رہی ہیں کہ پوٹا میں ترمیم کردی جائے۔ مسٹر وائیکو کی گرفتاری پوٹا قانون کے سیکشن ۲۱ کے تحت کی گئی ہے جس میں ان پر الزام ہے کہ انھوں نے پچھلے عام غیر قانونی قرار دی گئی تنظیم ایل ٹی ٹی ای کی حمایت کی ہے۔ اب باجپئی حکومت اس سیکشن میں ترمیم و تنسیخ کا غور کر رہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس ایک سیکشن میں ترمیم یا اس کی تنسیخ سے پوٹا کے لیے جواز پیدا ہوجائے گا؟

جس وقت پوٹا قانون بننے کے مراحل سے گزر رہا تھا اس وقت این ڈی اے کی سیاسی پارٹیوں کو چھوڑ کر تمام سیکولر پارٹیوں اور حقوق انسانی کے تحفظ سے متعلق قومی اور بین الاقوامی تنظیمیں اس کی مخالف تھیں۔ حقوق انسانی کمیشن نے تو اسے ایک سیاہ قانون قرار دیا تھا جبکہ اقلیتی کمیشن نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اس قانون کا نہ صرف اقلیتوں بلکہ کوئی بھی برسر اقتدار پارٹی اپنے مخالفوں کے خلاف غلط استعمال کرسکتی ہے۔ کانگریس کے جے پال ریڈی نے تو پارلیمنٹ میں مسٹر باجپئی پر طنز کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اقتدار سے ہٹنے کے بعد خود آپ بھی اس قانون کا شکار ہوسکتے ہیں۔ مگر اس وقت مسٹر باجپئی پر طاقت کا نشہ سوار تھا اور وہ بری طرح آر ایس ایس کے دباؤ میں تھے اس لیے انھوں نے منطقی دلیل اور تمام دلائل کو مسترد کرتے ہوئے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے اپنی عددی اکثریت کے سہارے اسے منظور کرالیا تھا مگر اب جبکہ سیکولر پارٹیوں اور حقوق انسانی کے تحفظ سے متعلق تنظیموں کے خدشات حقیقت بن کر سامنے آنے لگے ہیں، مسٹر باجپئی کا اقتدار کا نشہ کافور ہوتا نظر آنے لگا ہے اور اب این ڈی اے حکومت اس بات کے لیے کوشاں ہے کہ اس قانون میں ترمیم کرکے مسٹر وائیکو کو جے للیتا کے شکنجے سے نجات دلائی جائے۔

مسٹر لال کرشن ایڈوانی نے بحیثیت وزیر داخلہ جب پوٹا کو منظوری کے لیے پیش کیا تھا اس وقت انھوں نے اسے ایک جامع قانون قرار دیا تھا اور تمام خدشات کو مسترد کرتے ہوئے ایوان سے اسے منظور کرنے کی اپیل کی تھی لیکن ابھی اسے پوٹا کی شکل میں قانون بنے صرف چار ماہ ہی گزرے ہیں اور اس نام نہاد جامع قانون کی خامیاں حکومت کے سامنے آنے لگی ہیں جو ہمارے حکمرانوں کی تعصب، بدنیتی اور فرقہ وارانہ ذہنیت کی منہ بولتی حقیقت ہے۔

مسٹر وائیکو پر جے للیتا نے پوٹا کے تحت کارروائی کرکے قانون کا صحیح استعمال کیا ھے یا غلط اسکا فیصلہ تو عدالت ھی کرے گی تاھم اس واقعے نے این ڈی اے کی بدنیتی کو ضرور ظاھر کردیا ھے

جس وقت پوٹا منظور کیا جارہا تھا تب ہم نے اپنے انھیں کالموں میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ اس قانون کو کالعدم قرار دے دیا جائے لیکن ہماری ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام انصاف پسند افراد اور تنظیموں کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی اور سیاسی داؤ پیچ، سودے بازی اور سرکاری خزانہ کا منہ کھول کر باجپئی حکومت نے قانون منظور کرانے میں کامیابی حاصل کرلی تھی لیکن اب ایک بار پھر اس قانون کی صحت پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے اس لیے اب بھی موقع ہے کہ اس قانون کو منسوخ

(باقی صفحہ ... پر)

سعودی عرب اور عراق کے درمیان کاروباری تعلقات استوار

سعودی عرب اور عراق کے درمیان تعلقات کی استواری کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے اور اب دونوں پڑوسی مسلم ملکوں کے درمیان تجارتی اور کاروباری تعلقات بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے درمیان آمد و رفت اور نقل و حمل کی سہولتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جس سے عراقی بازاروں میں بڑے پیمانہ پر سعودی مصنوعات چھاتی چلی جارہی ہیں۔ سعودی سرمایہ کار عراق میں بڑے پیمانہ پر سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ نئے نئے راستے کھل رہے ہیں جس سے تاجروں اور صنعت کاروں کو ایک دوسرے کے بازاروں میں دور دور تک آسانی اور کم از کم وقت میں پہنچنا آسان ہو گیا ہے۔ ایکسپورٹ امپورٹ آمد آمد کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ تیل برائے خوراک والے معاہدہ کی منظوری کے بعد عراق کو سعودی اشیاء کی ایکسپورٹ ایک ارب امریکی ڈالر تک پہنچ جائے گی۔ روزنامہ "سعودی گزٹ" کے مطابق جدیدات ارار شاہراہ کے کھل جانے سے عراق کو سعودی ایکسپورٹ میں زبردست اضافہ ہوگا۔ سعودی عرب کے برآمداتی ترقیاتی مرکز Export Development Centre کے صدر ڈاکٹر عبدالرحمن الجبیل کا کہنا ہے کہ جدیدات ارار شاہراہ کے کھلنے اور اقتصادی و سماجی سرگرمیوں پر نظر ڈالنے کے بعد سعودی ایکسپورٹ میں زبردست اضافہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اب چھوٹے

چھوٹے تاجر بھی با سہولت عراقی بازاروں تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

خلیجی جنگ کے بعد سے جدیدات ارار شاہراہ بند تھی جبکہ سعودی عرب کے تاجروں کی عراق میں رسائی کے لئے سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اب اس کے کھل جانے سے شمالی علاقہ کے بہت سے میدانوں میں سعودی اشیاء کی بھرمار ہو گئی ہے۔ اب تک تاجر اپنی ٹرک وغیرہ گاڑیاں متحدہ عرب امارات سے عراق چلایا کرتی تھیں ۔۔۔ بصرہ جاتی تھیں پھر بذریعہ سڑک بغداد پہنچتی تھیں جس سے سفر بہت مہنگا اور کثیر المصارف ۔۔۔

[illegible]

اس وقت سعودی عرب اور عراق کے درمیان کاروباری تعلقات کافی مستحکم ہو چکے ہیں اور ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ سینٹر نومبر کے پہلے ہفتہ میں عراق میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی میلہ میں شرکت کے لئے وزیر کامرس کی منظوری کا انتظار کر رہا ہے ...

[illegible]

نقد و نظر

کتاب کا نام: ٹی وی، وی سی آر کی تباہ کاریاں
مؤلف: مولوی محمد یسین مظاہری
صفحات: ۔۔۔ قیمت ۱۵ روپے
ناشر: مکتبہ ۔۔۔ مظفر آباد، سہارنپور
تبصرہ نگار: عبدالحمید ۔۔۔

(تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے کا بھیجنا ضروری ہے)

ٹیلی ویژن، جدید دور کی پیداوار، ذرائع ابلاغ میں اس کا شمار ہوتا ہے ۔۔۔

[illegible]

بقیہ: میزائل مین عبدالکلام ص ۱۳ سے

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

انتخابی اصلاحات پر یہ تنازعہ کیوں؟

۲۸ جون ۲۰۰۲ء کو سپریم کورٹ کی ہدایت پر جیسے ہی انتخابی اصلاحات سے متعلق الیکشن کمیشن نے یہ نوٹیفکیشن جاری کیا کہ آئندہ اسمبلی و پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے والے ہر شخص کو ایک حلف نامہ داخل کرنا ہوگا جس میں اسے دکھانا ہوگا کہ وہ فوجداری کی کسی دفعہ کے تحت کسی مقدمہ میں ملوث تو نہیں ہے تو پورا سیاسی سماج ہی بوکھلا اٹھا۔ یہاں تک کہ وہ پارٹیاں بھی جو سیاست کو جرائم سے پاک کرنے کی مسلسل وکالت کرتی رہی ہیں اپنی بوکھلاہٹ نہیں چھپا سکیں۔ برسر اقتدار بی جے پی اور اس کی حلیف پارٹیاں تو اپوزیشن سے بھی کئی قدم آگے بڑھ گئیں اور انھوں نے صاف کہا کہ یہ پارلیمنٹ کے اختیارات کے لیے چیلنج ہے۔

الیکشن کمیشن کے اس نوٹیفکیشن کے خلاف سیاسی پارٹیوں نے جس بے مثال اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے آزادی کے بعد اس کی کوئی نظیر دستیاب نہیں ہے۔ آزادی سے پہلے چونکہ سب کا نصب العین حصول آزادی تھا اس لیے ممکن ہے اس وقت تمام سیاسی پارٹیاں اس نصب العین کے حصول کے لیے متحد ہو گئی ہوں مگر آج اس مسئلہ پر جس طرح تمام سیاسی پارٹیوں نے خواہ وہ سیکولر ہوں یا غیر سیکولر اور خواہ ان کے مقاصد و نظریات کتنے بھی مختلف کیوں نہ ہوں پوری طرح متحد ہیں اور اس کا ثبوت ۸ جولائی کی وزیر اعظم کی طرف سے بلائی گئی وہ کل جماعتی میٹنگ ہے جس میں مختلف قومی و علاقائی اکیس سیاسی پارٹیوں نے اکٹھا ہو کر الیکشن کمیشن کے اس نوٹیفکیشن کی پرزور مخالفت کی ہے۔

سپریم کورٹ کی ہدایت کا مقصد صرف اتنا ہی تو ہے کہ جن لوگوں کی نمائندگی کے لیے کوئی شخص اسمبلی یا پارلیمنٹ میں جانا چاہتا ہے ان لوگوں کو جو اسے ووٹ دینے جا رہے ہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ ایک ووٹر کو یہ حق ہونا بھی چاہیے کہ اسے معلوم ہو کہ وہ جسے اپنا ووٹ دے رہا ہے اور جسے وہ نمائندگی کے لیے اسمبلی یا پارلیمنٹ میں بھیج رہا ہے اس کی تعلیمی اور اخلاقی پوزیشن کیا ہے؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مرکزی حکومت کا بھی اس سلسلے میں ذہن صاف نہیں ہے اور حالانکہ برسر اقتدار بی جے پی کے انتخابی منشور میں یہ بات کھلے طور پر کہی گئی تھی کہ وہ سیاست کو جرائم سے پاک کرنے کی سمت میں بھرپور قدم اٹھائے گی اور ایسے اقدامات کرے گی کہ کوئی جرائم پیشہ شخص اسمبلی یا پارلیمنٹ میں نہ پہنچ سکے، مگر وہ اپنے اقتدار کے گذشتہ چار سالوں میں اس سمت میں نہ صرف یہ کہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکی بلکہ آج جب سپریم کورٹ کی ہدایت پر الیکشن کمیشن نے اسے بطور ضابطہ نافذ کیا تو وہ دوسری پارٹیوں کی طرح اس کی زبردست مخالفت کر رہی ہے اور اسے پارلیمنٹ کے اختیارات میں مداخلت سے تعبیر کر رہی ہے۔

۸ جولائی کی کل جماعتی میٹنگ میں غالباً فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی نیا قانون بنانے کی بجائے صرف پہلے سے موجود ''عوامی نمائندگی ایکٹ'' میں کچھ ردّ و بدل کر کے کوئی درمیان کی راہ نکال لی جائے تاکہ سپریم کورٹ کی خواہش کسی حد تک پوری ہو جائے اور سیاسی پارٹیوں کو بھی کچھ راحت مل جائے۔

پارلیمنٹ کا ۱۵ جولائی سے مانسون اجلاس شروع ہو چکا ہے۔ عوامی نمائندگی ایکٹ میں ترمیم اس کے ایجنڈے پر بھی ہے اور اس سلسلے میں عوامی نمائندگی ایکٹ میں جو ترمیمی مسودہ تیار کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ صرف ''سنگین جرائم میں ملوث افراد کو انتخاب لڑنے سے روکا جاسکے گا۔'' ان سنگین جرائم میں اقتصادی جرائم شامل نہیں ہوں گے اس لیے کہ جن سنگین جرائم کو اس میں شامل کیا گیا ہے ان میں ملک سے غداری، قتل، عصمت دری، اغوا، ڈکیتی اور نشیلی اشیاء کی خرید و فروخت جیسے جرائم ہیں۔ ترمیمی بل میں ان جرائم کے ساتھ یہ شرط بھی لگا دی گئی ہے کہ اسی شخص کو اسمبلی و پارلیمنٹ کے انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جاسکے گا جو کم سے کم دو علاحدہ علاحدہ سنگین جرائم میں ملوث ہو اور عدالت نے اس کے خلاف فرد جرم طے کر دی ہو۔ اس سے پہلے عوامی نمائندگی قانون کے تحت صرف وہی شخص اسمبلی و پارلیمنٹ کے لیے نااہل قرار دیا جاسکتا تھا جسے کسی عدالت سے دو یا دو سے زیادہ سالوں کی سزا سنائی گئی ہو۔

مجوزہ ترمیمی بل میں یہ بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر کسی عدالت نے ملزم کے خلاف سنگین معاملوں میں فرد جرم طے کر دی ہو اور کسی اوپری عدالت نے کارروائی پر روک لگا دی ہو تو اس صورت میں سنگین جرائم میں ملوث شخص انتخاب لڑ سکتا ہے۔

یہاں یہ سوال فطری ہے کہ ہمارے موجودہ نظام میں بھلا وہ کون سا طریقہ ہے جس کے ذریعے سیاست کو جرائم سے پاک کیا جاسکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ سیاست اور جرائم میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ سیاسی لیڈر جرائم کے پشت پناہ بن چکے ہیں اور جرائم پیشہ لوگ انھیں طاقت کے کل پرزے مہیا کر رہے ہیں۔

ہم صاف طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب تک سپریم کورٹ کی ہدایات پر پوری طرح عمل نہیں ہوگا اور ان ہدایات کے مطابق قانون نہیں بنایا جائے گا۔ سیاست کو جرائم سے پاک کر دینے کا نعرہ صرف ایک ایسا خواب ہوگا جو کبھی بھی شرمندۂ تعبیر ہونے والا نہیں ہے۔

ہمارے سیاسی لیڈر اسے اپنا حق سمجھتے ہیں کہ وہ خود اور ان کی پارٹیاں یہ طے کریں کہ وہ کس شخص کو انتخاب میں امیدوار بنائیں جو کہ فوجداری یا مالی جرم میں ملوث ہو اور ان کے لیے کسی سخت اور انتہائی سخت قانون کی ضرورت ہے۔ مجوزہ عوامی نمائندگی ترمیمی بل ہمارے خیال میں اس سمت میں کوئی موثر قدم ثابت نہ ہو سکے گا اس لیے کہ مجوزہ ترمیم کا پہلے ہی پتہ چل رہا ہے کہ یہ صرف سپریم کورٹ کے عتاب سے بچنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے جو کسی بھی طرح اس مقصد کے حصول کے لیے مفید ثابت نہیں ہوگی۔ □□

جواهر القرآن

سورہ ھود ۱۱

ترجمہ آیات: ۵۴ - ۵۹

حضرت شیخ الہندؒ

○ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکر (معبودوں) نے بری طرح ف۱ بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو۔

○ اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔

○ میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی بیشک میرا رب ہے سیدھی راہ پر ف۲

○ پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان ف۳

○ اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ف۴

○ اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو اور مانا حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف ف۵

فوائد: —— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

ف۳ [illegible]

ف۴ [illegible]

ف۵ [illegible]

صرف الزام کی بنیاد پر کسی کی امیدواری رد نہیں کی جائیگی

سیاستدان ضابطہ کی اہمیت کو سمجھیں

ہر ووٹر کو اپنے نمائندے کو جاننے کا حق ہے

چیف الیکشن کمشنر جناب جے ایم لنگڈوہ کا ایک اہم انٹرویو

چیف الیکشن کمشنر نے کبھی سیاست دانوں کے لیے نوٹیفیکیشن جاری کر کے ان کو نامزدگی داخل کرنے سے پہلے اپنی تعلیمی قابلیت، مجرمانہ ریکارڈ اور اثاثوں کی جانکاری دینی ہوگی۔ ایک تنازعہ شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ صرف سپریم کورٹ کی ہدایت کو نافذ کر رہے ہیں لیکن سیاست دانوں نے سارا غصہ ان پر نکالا ہے۔ ہم اس موضوع پر چیف الیکشن کمشنر جے ایم لنگڈوہ کا ایک تازہ ترین انٹرویو شائع کر رہے ہیں جس میں انھوں نے ان تمام موضوعات پر کھل کر بحث کی ہے۔

■ تمام سیاسی پارٹیوں نے آپ کے ادریہ جاری کئے گئے اس نوٹیفیکیشن کو مسترد کر دیا ہے جس میں سیاست دانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ نامزدگی داخل کرنے سے پہلے حلف نامہ داخل کریں اس بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟

■ یہ ایک ایسا بیان حلفی ہے جس کو سیاست دانوں کو بھرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں دیے گئے کسی سوالات کا جواب دینا ضروری ہوگا اور اگر ایسا ہوا تو پھر یہ بہت سے سیاستداں انتخابات میں حصہ لینے کے اہل نہیں رہ جائیں گے۔

■ بہت سے سیاست دانوں کا کہنا ہے کہ کچھ معاملات سیاسی ہیں اور کچھ تو جھوٹے۔ ریٹرننگ افسر ان کے درمیان کیسے فرق کرے گا۔

■ مجوزہ قانون سیاسی معاملات کی بات نہیں کرتا [illegible]

جھوٹ ضرور ہونے گا اور سیاستداں اس کی اہمیت کو سمجھیں گے۔

■ اگر الیکشن کمیشن اپنے اس اصول کو عملی شکل دینے جا رہا ہے تو اس سے سسٹم میں کس حد تک صفائی آ سکے گی۔

■ کچھ لوگ اس سے خوش ہوں گے اور قبول کریں گے لیکن کچھ لوگ ناراض ہو کر مخالفت کریں گے اس سے دونوں ہی طرح کے سیاست دانوں کی پہچان سامنے آ جائے گی۔

■ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سپریم کورٹ کی ہدایت کو عملی جامہ پہنانا الیکشن کمیشن کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

■ یقیناً ایسا ہے۔ سپریم کورٹ نے واضح طور سے کہا ہے کہ ہر امیدوار کو نامزدگی داخل کرنے سے پہلے بیان حلفی داخل کرنا ہوگا [illegible]

کالوچک کے بعد قاسم نگر کا قتل عام

کیا ریاستی پولیس کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے

[illegible]

ہندوتو کا نعرہ
ملک کو ایک اور تقسیم سے دوچار کرنے کی خطرناک سازش

معروف صحافی جناب راجیو بھارگو کی تجزیاتی تحریر

فرقہ وارانہ قتل عام کے واقعات میں بڑی تعداد میں لوگ مارے جاتے، بے گھر ہوتے اور ان کی املاک تباہ و برباد کی جاتی رہی ہیں لیکن گجرات کے حالیہ قتل عام نے ملک و سماج کے منہ پر جیسا طمانچہ رسید کیا ہے اور دلوں اور ذہنوں میں جتنی دوری ہوئی ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے خود کو کبھی اتنا غیر محفوظ اور خطرات میں گھرا ہوا نہیں پایا تھا جتنا اس مرتبہ وہ اپنے آپ کو گھرا ہوا محسوس کررہے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ جمہوریت اور انسانیت کو ہی ذبح کر دیا گیا ہے۔ مسلمان خود کو الگ تھلگ محسوس کررہے ہیں۔ گجرات میں جو کچھ ہوا وہ دراصل ایک لمبی کڑی کا حصہ ہے جو گذشتہ دو دہائیوں سے تیار کی جارہی ہے اور اب لگنے لگا ہے کہ آج ایک بار پھر ملک اقلیت اور اکثریت کے خطوط پر تقسیم ہو گیا ہے۔ اس تقسیم نے اپنے زہریلے ناخن سب سے پہلے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں دکھانے شروع کئے تھے جس کا نتیجہ فرقہ وارانہ تقسیم دلوں کی شکل میں سامنے آیا تھا اور آج یہ سوچ کر کوئی دل کانپ اٹھتا ہے کہ کیا تقسیم وطن کی زبردست چوٹ کا ہندوستانی عوام ایک بار پھر سامنا کر رہے ہیں۔ آج اقلیتی اور اکثریتی فرقہ کے درمیان جو اعتماد تھا ختم ہو چکا ہے۔ ان کے دل و دماغ کو فرقہ واریت کے زہر سے بھر دیا گیا ہے۔ ان میں رقابت، نفرت اور بغض بھر دیا گیا ہے اور شاید اس راستے پر آگے بڑھنے کا فیصلہ کرنے کے فرقہ پرست عناصر نے باہمی تباہی کو منظور کر لیا ہے۔ گجرات کے زخم اتنے گہرے اور ارادے ہیں کہ وہ انسانی لاشعور میں جاگزیں ہو کر ان کی یادداشت کا ایک حصہ بن چکے ہیں جس کو گجرات کے مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کوئی نئی بات نہیں۔ آزادی کے بعد سے ملک میں کئی بڑے فسادات ہو چکے ہیں۔ ۱۹۴۷ء کی دہائی میں فرقہ وارانہ ماحول خراب کرنے کیلئے حالانکہ پوری طرح مسلم لیگ کو ذمہ دار بتایا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بدعنوانی کا پوری اسٹیبلشمنٹ نے بھی فرقہ پرستی کی آگ میں تیل کا کام کیا اور ہندو مسلمان دونوں کو لڑوایا اور یہ ایسا فطری بھی تھا کیونکہ خود اکثریتی فرقہ نے انگریزوں کو اقتدار میں حصہ دینے سے انکار کر دیا تھا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں سے ہی لیا تھا۔ انگریز کرنے آزادی سے پہلے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ کیسے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف ہیں اور کس طرح دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف مکمل تیاری کر رکھی ہے۔

ایسے ماحول میں جب ہر ایک گروپ دوسرے کو ملک کے لیے برائی اور لعنت سمجھ رہا تھا اور ماحول انتہائی کشیدہ تھا تو انگریز نے اس بات کی کوشش کی کہ دونوں فرقوں کے صاف ذہن اور سیکولر لوگوں کو ساتھ لیکر ان فرقہ پرستوں کے خلاف ایک محاذ کھڑا کیا جائے۔ انھوں نے ہندو اور مسلمان دونوں سے اپیل کی کہ وہ آپس میں لڑنے کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو تعاون کریں۔ پنڈت نہرو، سردار پٹیل کی قیادت میں ایک گروپ ہندوؤں کا ایسا بھی تھا جو نہیں چاہتا تھا کہ سیکولرزم کو نقصان پہنچے۔

مسٹرول شنکی (؟) کا کہنا ہے کہ "جب کبھی ان کے موجودہ مفادات کا تحفظ ہوتا ہے تو یہ متصادم گروپ اپنی دشمنی بھول جاتے ہیں اور اگر درمیان میں مسلمان منصوبہ بند طریقے سے فرقہ واریت نہ پھیلائی جائے تو ہندو مسلم باہمی طور پر پرامن رہنے کے عادی بن سکتے ہیں لیکن فرقہ پرست طاقتیں ایک منصوبہ کے تحت فرقہ پرستی کو بڑھاوا دیتی رہتی ہیں اور اس کے لیے اس وقت کی حکومت پوری طرح ذمہ دار ہوتی ہے۔ عام ہندو اور عام مسلمان کو آج بھی ایک دوسرے سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ دونوں اپنے اپنے طریقۂ عبادت پر قائم ہیں۔ ان میں سے اکثریت کے عوام پر احساس برتری ہے اور نہ ہی اقلیت ہونے کی وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ ان کی روزمرہ کی زندگی کی مصروفیات ان کو اتنا وقت ہی نہیں دیتی کہ وہ اس چکر میں پڑیں۔

لیکن اب ہندو اور مسلمان دونوں ہی اکثریت و اقلیت کے جذبات و احساسات سے بھرے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو لگتا ہے ہونے والے فسادات کی وجہ سے عدم تحفظ کا احساس گہرا ہوتا ہے۔ جبکہ ہندوؤں کو لگتا ہے کہ وہ اکثریت میں ہیں۔

"ہندوتو" کے نعرے نے ہندو اکثریت کے حوصلوں کو بلند کیا اور جارحیت پسند ہندو پوری طاقت سے میدان میں نکل آئے۔ انھوں نے کانگریس پر مسلمانوں کی منہ بھرائی کا الزام لگایا اور ہندوؤں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کی ایک بڑی فہرست عوام کے سامنے پیش کر دی جن میں سے زیادہ تر مفروضہ تھیں۔ مثلاً یہی کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے بہت سے مندروں کو توڑا ہے۔ انھوں نے یہ پاکستان بنوایا ہے۔ یہ لوگ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل نہیں کرتے جس کی وجہ سے ان کی تعداد لگاتار بڑھ رہی ہے جبکہ ہندو اس پر عمل کرتے ہیں اس طرح سے جلد ہی ہندوؤں کے برابر مسلمان ہندوؤں کے برابر ہو جائیں گے اور یہ کہ مسلم پرسنل لاء ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے زیادہ سے زیادہ بچے پیدا ہوں گے اور وہ آبادی کے معاملے میں ہندوؤں کو پیچھے چھوڑ دیں گے۔

یہ ماننا ہوگا کہ اکثریت اور اقلیت پرستی سوچ ہندوستانیوں کے لیے تباہ کن ہے اس سے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں ہندوؤں کو بھی کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ کچھ لوگ عام زندگی سے نکل کر لیڈر بن جائیں یا پرانے لیڈروں کی لیڈری برقرار رہ جائے۔ درحقیقت یہ ہے کہ اکثریت و اقلیت کا احساس ملک اور سماج کو بانٹتا ہے۔ ترقی کو روکتا ہے۔ دقیانوسیت اور رجعت پسندی کو مضبوط کرتا ہے۔ عقل و شعور کو گرہن لگ جاتا ہے اور ملک کی معیشت کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ہی یہ بھی ماننا ہوگا کہ ہندو اور مسلم اکثریت اور اقلیت پرستی سوچ کوئی آسمان سے نہیں ٹپکی ہے بلکہ اسے پیدا کیا گیا ہے اور اس کے لیے کوئی ایک نہیں ہم سبھی ذمہ دار ہیں اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کو احساس ہے کہ وہ ہمارے سماج کو کتنا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اگر ان باتوں پر دھیان نہ دیا گیا تو ہندوستان اس کے فرقوں اور عوام کی جو خوشحالی حاصل کرنے کی بات تو بہت دور کی ہے۔ □□

صفحۂ روزگار
کال سینٹر
کالج کے بعد طلبہ کے لئے روزگار کا بہترین ذریعہ

کاروباری تنظیموں کیلئے کال سینٹروں کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے کال سینٹر کے توسط سے یہ تنظیمیں اپنی پیداواروں اور خدمات سے جڑی جانکاری کو صارفین تک پہنچاتے ہیں۔ دو تین سال پہلے تک ہمارے ملک میں کال سینٹروں کے بارے میں شاید ہی کوئی جانتا ہو لیکن اب اس شعبے میں ہندوستان کا نام ساری دنیا میں لیا جانے لگا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق پیداواروں اور خدمات کی آؤٹ سورسنگ کے لیے ہندوستان آج دنیا کا اہم ملک بن گیا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں ہندوستان میں اپنے کال سینٹر قائم کر رہی ہیں۔ ایک مطالعہ کے مطابق مالی سال ۲۰۰۱-۲۰۰۰ کے دوران ہندوستان میں کال سینٹر کاروبار میں تقریباً ۱۶۰۰۰ لوگوں کو روزگار ملا تھا ۲۰۰۴ تک اس کاروبار میں ڈھائی لاکھ سے بھی زیادہ لوگ روزگار شدہ ہیں۔

جن اشیاء کے کاروبار کے لیے کال سینٹروں کا سب سے زیادہ استعمال کیا جارہا ہے ان میں مالی خدمات، کریڈٹ کارڈ، کمپیوٹر ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر، ایئر لائنس، ہوٹل، سیاحت، صنعت مواصلات اور انٹرنیٹ خدمات وغیرہ شامل ہیں۔

کال سینٹر زیادہ تر بڑے شہروں میں قائم ہیں۔ ممبئی، دہلی، کولکاتا، بنگلور، حیدرآباد، چنئی، احمدآباد وغیرہ میں واقع کال سینٹروں میں خالی جگہوں کے لیے اشتہارات اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ کال سینٹروں میں نوجوانوں کی بھرتی کو اولیت دی جاتی ہے۔ کال سینٹروں میں کام کرنے کے لیے اچھی طرح سے انگریزی بولنی آنی چاہئے جہاں ہندوستانی گراہکوں کے لیے قائم سینٹروں میں انگریزی کے ساتھ ہندی اور علاقائی زبان کی جانکاری ضروری مانی جاتی ہے وہیں غیر ملکی گاہکوں کو خدمات دینے والے کال سینٹروں میں کام کرنے والے لوگوں سے امید کی جاتی ہے کہ ان کو غیر ملکی لہجے (زیادہ تر معاملات میں امریکی یا برطانوی لہجے) میں انگریزی بولنی آتی ہو۔ کچھ کال سینٹر غیر ملکی زبانوں کی جانکاری رکھنے والوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ کال سینٹر میں آپ کا کام ہے گاہکوں کی ٹیلی فون کالوں کا جواب دینا۔ کسی مسئلہ سے متعلق جانکاری مانگنے پر جواب دینا۔ کال سینٹر کے لیے کم سے کم تعلیمی لیاقت گریجویٹ ہے اور بہتر ہے کم گریجویٹ لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔ کچھ حالات میں ۱۰+۲ پاس امیدواروں کی بھرتی بھی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ان کو کالی قابلیت ہو۔ کال سینٹر میں کام کرنے کے لیے جو صاف صاف ضروری ہیں ان میں خاص ہے توجہ اور تحمل سے بات کو سننے کی صلاحیت۔ گراہکوں کے لیے بہتر خدمت کا جذبہ، ٹیم کے ممبر کی حیثیت سے کام کرنے کا جذبہ بھی۔ کال سینٹروں میں انتخاب طلبہ ایک جیسا نہیں ہے لیکن زیادہ تر کال سینٹر آخری انتخاب سے پہلے امیدواروں کی انگریزی کی جانچ، گرامر ٹیسٹ، آواز کی جانچ اور انٹرویو لیتے ہیں۔ کال سینٹر کیلئے کمپیوٹر کی جانکاری بھی ضروری مانی جاتی ہے۔

اچھے کال سینٹروں میں نئے ملازم کی ابتدائی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جمعیۃ علماء ہند کی اپیل پر پورے ملک میں یوم فلسطین منایا گیا

نئی دہلی — ۱۹ جولائی ۲۰۰۲ء

جمعیۃ علماء ہند کی اپیل پر آج پورے ملک کی ہزاروں مسجدوں اور مقامات پر یوم فلسطین منایا گیا اور مظلوم، بے گھر، اجڑے فلسطینی عوام کے لیے دعائیں کی گئیں۔ یوپی، بہار، جھارکھنڈ، آسام، بنگال، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، مدھیہ پردیش، راجستھان، کرناٹک، ہریانہ وغیرہ سے موصول اطلاعات کے مطابق مختلف مسجدوں اور مقامات پر احتجاجی اجتماعات کیے گئے۔ شرکاء نے متفقہ طور پر صیہونی، اسرائیلی جارحیت و توسیع پسندانہ غاصبانہ اقدام اور اس کی پشت پناہ عالمی استعماری طاقتوں، بالخصوص امریکہ کی جانبدارانہ حمایت کی مذمت اور فلسطین کے مظلوم عوام کی حمایت کی۔ اس موقع پر ایک تجویز بھی منظور کی گئی، جس میں اسرائیل کے غاصبانہ و ظالمانہ اقدامات اور امریکہ کی غیر منصفانہ پالیسی کی سخت مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسرائیل اپنی غاصبانہ و توسیع پسندانہ عزائم سے باز آئے، عرب مقبوضہ علاقوں کو فوراً خالی کرے اور امریکہ، اسرائیل و فلسطین معاملے میں منصفانہ پالیسی اپنائے۔ تجویز میں اقوام متحدہ اور اس کے توسط سے عالمی برادری سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اسرائیل کو مقبوضہ علاقوں کو فوری خالی کرانے اور ظلم و جبر سے روکنے کے لیے ہر ممکن طریقہ اپنائے۔ فلسطین کے مظلوم، اجڑے، بے گھر عوام کی بازآبادکاری کا معقول بندوبست کرے اور ایک خود مختار آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے راہ ہموار کرے۔

جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے اس موقع پر یوم فلسطین کے حوالے سے کہا کہ انصاف اور آزادی کے قیام کے بغیر امن کا قیام عمل میں نہیں آ سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ چاہے ملک کی سطح کا معاملہ ہو یا عالمی مسئلہ ہو، امن کے لیے آزادی، انصاف اور مظلوموں کے حقوق کی بحالی لازمی ہے۔

عالم اسلام

سعودی عرب صدام حسین کی برطرفی کے خلاف

سعودی عرب مشرق وسطیٰ میں امریکہ کا اتحادی ہے۔ صدر فلسطین یاسر عرفات اور صدر عراق صدام حسین کو ہٹانے کے خلاف ہے۔ سعودی انٹیلیجنس کے سربراہ نواف بن عبدالعزیز نے یہ بات کہی۔ انھوں نے لندن سے شائع ہونے والے اخبار الشرق الاوسط سے کہا ہے کہ صدر امریکہ جارج بش نے عرفات کے ہٹانے کا مطالبہ کر کے مشرق وسطیٰ میں امن کوششوں کو بے چیدہ بنا دیا ہے اور یہ کہ عرفات کو فلسطینی عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔

مسلمانوں پر حملے بند کرائے جائیں

سری لنکا کی سب سے بڑی مسلم پارٹی کے سربراہ نے کہا کہ سری لنکا کے تمل باغیوں کو مسلمانوں پر حملے بند کرنے کے لیے فوری کارروائی کرنی چاہیے ورنہ وہ قیام امن کے عمل میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہ جائیں گے۔ حالیہ دنوں میں تمل ٹائیگرز اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی میں تیزی سے اضافہ ہوا جس کی وجہ سے حکومت کو مشرقی ساحل کے دو بڑے اضلاع میں تصادم میں [illegible]

تین چوتھائی فلسطینی غذائی قلت سے بیمار

غزہ پٹی میں تقریباً تین چوتھائی ... غذائی قلت سے بیچارگی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ... فلسطینی علاقوں میں ... [illegible]

افغان پناہ گزینوں کے لیے ایک کروڑ ستاسی لاکھ ڈالر

امریکی حکومت نے اعلان کیا کہ ... افغان پناہ گزینوں کے لیے ایک کروڑ ستاسی لاکھ ڈالر ... [illegible]

ہندوستان کو او آئی سی کا رکن بنانے کی تجویز مسترد

ہندوستان کو اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن بنانے سے متعلق قطر کی تجویز خارج کر دی گئی۔ پاکستان کی ... [illegible]

اسلام آباد کا دورہ چین

پاکستان کے ... وزیر خارجہ ... نے اپنے دورہ چین کو ایک دن قبل ہی ختم کر دیا۔ ... [illegible]

این۔ڈی۔اے کے سینے میں
ہندوتو کا ترشول

کیا نام نہاد سیکولر[illegible]

معروف کالم نویس جناب [illegible]

چار سال قبل جب مرکز میں پہلی بار بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت میں این ڈی اے حکومت قائم ہوئی تھی تو اس میں شامل پارٹیاں سیکولر تھیں جو فرقہ پرستی میں اپنی کوئی پہچان نہیں رکھتی تھیں۔ ... پارٹیاں جس کو فرقہ پرست کہا جا سکتا ہے صرف دو تھیں۔ ایک بی جے پی دوسری شیوسینا۔ اس وقت چونکہ بی جے پی کو اقتدار حاصل کرنا تھا اور کسی بھی طرح حکومت کو بنائے رکھنا تھا اس لیے اس نے بالکل خاموشی سے ... [illegible]

سوچتے تھے کہ اس سے این ڈی اے کی کوئی معاون پارٹی ... [illegible]

فرقہ وارانہ ... [illegible]

انتخابی ہار اور [illegible]

کسی بھی معاون پارٹی نے باجپئی یا ایڈوانی سے یہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل کو لیکر کیوں اپنا بیان بار بار بدلتی رہتی ہے۔

[illegible]

بی جے پی این ڈی اے پر اپنی بالادستی قائم کر چکی ہے

کانگریس کے خزانچی جناب موتی لال ووراکا انٹرویو

[illegible]

عالمی خبریں

یوکرین کی پارلیمنٹ میں ...

ہندوستان کی اسمبلیوں میں ممبران کے درمیان لات گھونسوں کے چلنے پر تکلیف میں مبتلا ہونے والے جمہوریت کے حامیوں کی ... یوکرین کی پارلیمنٹ میں بھی ایسا ہوا ہے۔ [illegible]

ایڈس سے متاثر ممالک میں ہندوستان دوسرے نمبر پر

اقوام متحدہ نے انتباہ دیا ہے کہ ہندوستان ایڈس سے متاثر دنیا کا دوسرا سب سے بڑا ملک ہے ... [illegible]

...یاں اپنی شکست تسلیم کر چکی ہیں؟

...کمار دوبے کی ایک تجزیاتی تحریر

مہورے سے آشتی دے دیں۔ فرقہ پرست طاقتوں کے سامنے خود سپردگی کرنے والی دوسری پارٹی ترنمول کانگریس ہے۔ اس نے مخالفت کرتے ہوئے بھی حمایت کا جو انداز اپنایا وہ کافی مضحکہ خیز تھا۔ تیسرا نمبر تیلگو دیشم کا ہے ... [illegible]

آج صورت حال یہ ہے کہ این ڈی اے میں آر ایس ایس کی نمائندہ بی جے پی نے ایک ایک معاون پارٹی کو پوری طرح اپنے تابع کر لیا ہے ... [illegible]

وزیر مملکت	آزادانہ چارج	کل
۳۳	۶	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بی جے پی کی یہ تمام کوشش آئندہ پارلیمانی انتخاب کی وجہ سے ہے

سماجوادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کا انٹرویو

[illegible]

آج صورت حال یہ ہے کہ این ڈی اے میں آر ایس ایس کی نمائندہ بی جے پی نے ایک ایک معاون پارٹی کو پوری طرح اپنے تابع کر لیا ہے۔ جنتا دل متحدہ، سمتا، نیشنلسٹ سب کی ہیکڑی ختم ہو چکی ہے

...ٹکتا ہوا اقتدار

[illegible]

مرزا غلام احمد قادیانی اور دعوائے مسیحیت

ایک علمی اور تحقیقی جائزہ

تحریر: مولانا محمد معین الدین قاسمی آسامی

۱۸۵۷ء میں حضرت سید احمد صاحب کی دینی اور روحانی شخصیت اور ان کی تحریک و دعوت سے انگریز کو بڑا زبردست نقصان ہوا جس کو وہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا ہے اور نہ تاریخ کے زریں صفحات سے مٹا سکتا ہے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب مہدی سوڈانی کے دعوئ مہدویت سے سوڈان میں ایک زبردست شورش اور بغاوت پیدا ہو چکی تھی۔ لہٰذا ان سب حالات کے حل اور آئندہ خطرات کے سدباب کے پیش نظر انگریزوں نے تجویز کی کہ کوئی ایسا شخص جس نے مسلمانوں میں اپنی دینی خدمات اور جوش مذہبی سے اثر و رسوخ پیدا کر لیا ہو مسیح موعود کے دعویٰ اور اعلان کے ساتھ کھڑا ہو تاکہ وہ مسلمان جو عرصہ دراز سے مسیح موعود کے منتظر ہیں، اس کے گرد جمع ہو جائیں۔ چونکہ نزول مسیح کا عقیدہ ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ مسلمان اس عقیدہ سے واقف اور اس کے قائل بھی تھے جیسا کہ احادیث میں اس کی اطلاع دی گئی ہے۔ اور یہی وہ وقت تھا کہ مسلمان حالات کی کشیدگی اور خستگی مصائب سے دوچار تھے چنانچہ ان کو کسی مرد غیب کا انتظار بھی تھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے موقع کو غنیمت جانا اور حالات سے اپنے بنائے ہوئے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی غرض سے ۱۸۹۵ء میں اپنی اس تحریک کی بنیاد رکھی بلکہ اس کی تصنیفات خصوصاً "براہین احمدیہ" کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے دعوئ مسیحیت کی تحریک کے سلسلے میں ۱۸۸۲ء سے ہی لوگوں کا ذہن بنانا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ "براہین احمدیہ" میں اپنا ایک خواب نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"میں نے خواب میں حضرت مسیح کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور محبت سے کر رہے تھے جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۸۸۲ء)

یہ وہ خواب ہے جس کو اس نے ۱۸۸۲ء میں "براہین احمدیہ" کے اندر شائع کر کے اپنے دعوئ مسیحیت کا بیج لوگوں کے ذہن میں بویا اور اس کے لیے راستہ ہموار کرنا شروع کر دیا تھا جس سے ان کی عیاری اور دور بینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ مرزا صاحب کے ذہن میں یہ بات ضرور آئی کہ اگر ذہن ہموار کیے بغیر مسیحیت کا دعویٰ کیا جائے تو ہو سکتا ہے عوام ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں اور

ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر جائے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ پہلے ماحول ہموار اور ذوق کا ہو گا رہا جائے پھر اس کے بعد منصب مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔ علاوہ ازیں پہلے مثیل طور پر مسیح موعود کے منصب پر براجمان ہوا جائے چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر مرزا صاحب نے اپنے دلی دوست حکیم نور الدین سے ۱۸۸۸ء میں مشورہ اور خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس الفضل میں ایک خط کا مضمون شائع ہوا ہے جو حکیم نور الدین کے جواب میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر اگر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو کیا حرج ہے؟ در حقیقت اس عاجز کو مثیل بننے کی حاجت نہیں یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرے۔ لیکن ہم ابتلاء سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلاء ہی کو رکھا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لایفتنون"

(مکتوبات احمدیہ ص [illegible] جلد [illegible])

مذکورہ بالا خط سے مرزا صاحب کا اپنے دعوئ مسیحیت میں بہت بڑا تضاد اور ان کا مسیح موعود اور مثیل مسیح ہونا خوب ظاہر ہو رہا ہے کہ منصب مسیحیت پر دوستوں کے مشورے سے فائز ہوئے ہیں جو کہ انبیاء سابقین کے طریقہ کے بالکل خلاف ہے۔

سب سے قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ حصہ چہارم" کے مطالعہ کے دوران بھی ان کے بہت سارے الہامات ایسے ملتے ہیں جس میں مرزا قادیانی نے اپنی مماثلت اور مشابہت حضرت مسیح سے ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب مذکورہ میں آیت "هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق" کی تفسیر میں لکھتا ہے:

"اس آیت کے اندر جو غلبہ کاملہ دین اسلام کا جو وعدہ دیا گیا ہے وہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ذریعہ اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا کہ یہ خاکسار اپنی غربت، انکساری، توکل، ایثار اور آیات و انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔" (براہین احمدیہ ص [illegible] حاشیہ)

مذکورہ الہام سے بھی یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے پہلے سے ہی مثیل مسیح ہونے کا جال بننا شروع کر دیا تھا اور مسیح کے سارے صفات اپنے اندر چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اگرچہ خود کو مسیح بن مریم نہ کہتا تھا۔ تاہم مسیح کے جملہ خصائص و صفات سے خود کو متصف گردانتا تھا جس کو دیکھ کر مشورہ کے وقت حکیم نور الدین نے وہ رائے دی جو خط سے ظاہر ہے۔ اور پھر حالات اور ماحول سازگار پا کر بالآخر ۱۸۹۰ء میں مرزا قادیانی نے پہلے وہی کیا جس کا خط میں مشورہ دیا گیا ہے اور پھر چند ہی دنوں بعد ایک قدم آگے بڑھ کر براہ راست مسیح موعود بھی بن بیٹھا۔

بہر حال مرزا صاحب کی ۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۱ء کی تصنیفات "توضیح المرام، فتح اسلام اور ازالہ اوہام" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مثیل مسیح اور مسیح موعود دونوں لفظ ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور مرزا صاحب نے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال بھی کیا ہے۔ اگر چہ بعض مقامات پر اس نے کھل کر وضاحت نہیں کی لیکن بعض جگہ مثیل مسیح کی بجائے مسیح موعود کہا ہے لیکن اسی کتاب میں وہ خود کو مسیح موعود کہتا بھی ہے۔ چنانچہ "توضیح المرام" میں وہ خود لکھتا ہے۔

"نزول مسیح سے مراد در حقیقت مسیح ابن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے۔" (توضیح المرام ص ۳)

اس الہام میں تو مرزا نے ایک رعایت کی کہ اصل استعارہ کے ذریعہ میں مثیل ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ "ازالہ اوہام" میں تو حقیقی طور پر اور کھلم کھلا اپنے مسیح بن مریم ہونے کا الہام لکھا جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی جا سکتی چنانچہ وہ اپنی کتاب "ازالہ اوہام حصہ دوم" میں لکھتا ہے:

"جعلناک المسیح ابن مریم" "ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔" (ازالہ اوہام [illegible])

یہ بھی واضح رہے کہ مرزا قادیانی کی یہ تینوں کتابیں ترتیب وار ۱۸۹۱ء تک شائع ہوئیں اور ان کتابوں میں مثیل مسیح موعود ہونے کا اور دعویٰ کی شکل میں موجود ہے اس کا صاف مطلب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ اس نے دعوئ مسیحیت کے لیے زمین بہت پہلے سے ہموار کرنی شروع کر دی تھی لیکن ۱۸۹۱ء میں کھلے طور پر مثیل مسیح اور مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا اور ان کتابوں میں اعلان کیا۔ اسی بات کو مرزا بشیر احمد اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" میں یوں لکھتا ہے:

"مرزا صاحب نے ۱۸۹۰ء کے اواخر میں "فتح اسلام" تصنیف کی تھی اور اس کی اشاعت ۱۸۹۱ء کے شروع میں جا کر ہوئی۔ یہ وہ رسالہ ہے جس میں آپ نے اپنے مثیل مسیح ہونے اور مسیح ناصری کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ گویا یہ مسیح موعود کے دعویٰ کا سب سے پہلا اعلان ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible])

اب جبکہ مرزا قادیانی کی تحریرات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں کس حد تک سچا ہے اور حضرت عیسیٰ سے اس کی مماثلت کا معیار کیا ہے۔ کیا اس کا معیار مشہور اور محسوس چیزیں ہیں یا روحانی بھی؟ پوری دنیا اس بات پر متفق ہے کہ کسی سے مماثلت کا معیار اوصاف مشہورہ اور محسوسہ ہے اور عقل کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ دو اشیاء کے اندر مماثلت تو جب ثابت ہوگی جب دونوں کے مماثل خارج میں موجود ہوں اور مشہور بھی ہوں اور یہی عرفی طور پر بھی جانا پہچانا جاتا ہے۔

"مماثلت کیونکر اور کس طرح ثابت ہو۔ مماثلت تو اسی وقت ... محسوسہ اور مشہورہ میں

مرزا کے نزول کا تصور کرنا بھی لغو اور بیکار بات ہے لہٰذا اس معاملہ میں بھی مرزا کی مماثلت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ جھوٹوں کے فہرست میں شامل ہوا

ہونی چاہیے تاکہ لوگ اس کو حقیقی طور پر شناخت کر سکیں اس سے مثیل کو شناخت کر سکے۔ مثلاً اگر آج کوئی مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے اور مماثلت پیش کرے کہ میں اصلی طور پر اس قوم کی ہدایت اور نجات دینے کی کوشش اور مشہور علامت ذکر کرتا ہے تو کیا عیسائی صاحبان اس کو قبول کر لیں گے کہ در حقیقت یہی مثیل موسیٰ ہے؟ [illegible]

(۱) اب مذکورہ معیار کی بنیاد پر ہم مرزا قادیانی سے یہ سوال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے جس کا اعتراف خود مرزا نے اپنی کتاب "[illegible]" صفحہ [illegible] میں کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب بھی بن باپ پیدا ہوئے تھے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پتہ نہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ، مرزا غلام احمد قادیانی کے کون تھے؟ اور اگر جواب "نہیں" ہے تو مرزا کی مماثلت حضرت مسیح سے ثابت نہیں ہوئی لہٰذا مرزا آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

(۲) حضرت مسیح نے شادی نہیں کی جس کا اعتراف مرزا کو ہے۔ "[illegible]" صفحہ [illegible] سوال یہ ہے کہ کیا مرزا نے بھی اپنی ماں کی کوکھ میں [illegible] تک ان کی کتاب میں ان کے بارے میں یہ مذکور ہے۔ لہٰذا مماثلت ثابت نہیں ہوئی اس لحاظ سے بھی مرزا جھوٹا ہے۔

(۳) مسیح کی دنیاوی زندگی میں نہ بیوی تھی اور نہ کوئی ظاہری اولاد تھی۔ اس کا بھی اعتراف مرزا صاحب کر چکے ہیں۔ (ریویو اگست ۱۹۰۲ء ص [illegible]) جبکہ مرزا کی کیا بات ہے کہ ایک نہیں مرزا کی دو بیویاں تھیں اور [illegible] مرزا کی دوسری بیوی تھی ... مرزا بشیر احمد، مرزا سلطان احمد وغیرہ ان کے لڑکے، اور یہ بھی ذکر مرزا صاحب کے صلب سے پیدا ہوئے ہیں تو مرزا کیسے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح کے مثیل تھے

[illegible] کا فرض بنتا ہے کہ مرزا بشیر احمد وغیرہ اس کے بھائیوں کی ولدیت ثابت کرے کیونکہ اور یہ انتساب مرزا ہی سے ہے ... ہوگا۔ تو لامحالہ طور پر کہنا پڑے گا کہ یہ مرزا صاحب کی اولاد ہیں۔ اس صورت میں مرزا صاحب کا بیان کردہ معیار مماثلت ختم ہو جاتا ہے اور مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

(۴) احادیث شریفہ میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مرزا بھی واقعتاً قادیانی کے مینارہ پر اترا؟ اگر نہیں تو جھوٹا ہوا۔ اگر ہے تو مرزا نے یہ کب اترا ہے ... [illegible] ... پیدا ہونا ہی نزول تھا۔ اس لیے کہ اس کی پیدائش کے بعد مرزا نے [illegible] جس کی تعمیر مرزا کے بعد ہوئی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تعمیر ہونے سے پہلے ہی مرزا صاحب کے نزول کا تصور کرنا بھی لغو اور بیکار بات ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں بھی مرزا کی مماثلت ثابت نہیں ہوئی اور وہ جھوٹوں کی فہرست میں شامل ہوا۔

تمہید اب تک کی بحث کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مرزا قادیانی کے بیان کردہ معیار کے مطابق

کی روشنی میں حضرت مسیح موعود اور مرزا قادیانی کے درمیان کوئی مماثلت ثابت نہیں ہوئی کیونکہ مرزا قادیانی نے "کتاب البریہ" صفحہ [illegible] جلد [illegible] کے حاشیہ میں اپنے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ وہ قادیان کا ایک رئیس ہے۔ مرزا اپنے مسیحیت کا سکہ جمانے کے لیے بلکہ حضرت مسیح ان کی ساری باتوں سے دل میں اپنا مرزا قادیانی اپنے دعوئ مثیل مسیح میں بھی جھوٹا ہوا۔

مماثلت اور نسبت کس سے ہونی چاہیے

یہ بات عوام و خواص کے نزدیک مسلم ہے کہ جب کبھی کوئی آدمی کسی سے اپنا رشتہ و تعلق جوڑنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس شخص کی خوبی اور کمالات کو دیکھتا ہے اور اس سے قلبی طور پر ایک محبت پیدا ہوتی ہے اور انسان اس کمال کی نسبت سے اپنا انتساب کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے جیسے امت محمدیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے میں فخر اور خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ آپ کی ذات اقدس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں لیکن آئیے اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی حضرت مسیح کے بارے میں کیا حقیقت ہے اور ان سے مرزا کی کیا محبت ہے۔ جس کے بارے میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ ان میں فطری مشابہت اور کامل مماثلت ہے اور اسی مشابہت کو مرزا اپنے مثیل مسیح ہونے کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی کتاب "انجام آتھم" کے ضمیمہ کا اگر بغور مطالعہ کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کو ایک عیاش، مکار اور بڑے بدمعاش قرار دیا ہے۔ حالانکہ مرزا کو یہ ہے کہ مماثلت کی وجہ سے نہیں تو کم سے کم یہ چاہیے کہ مرزا نے حضرت مسیح کی شان میں جو ناپاک الفاظ استعمال کیے وہ کسی بھی شریف انسان کی شرافت سے بالکل باہر ہیں اور کسی کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرنے سے شرم محسوس کرے گا چہ جائیکہ کوئی مماثلت کا دعویدار ہو۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا صاحب کتاب مذکور میں لکھتے ہیں:

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں (فاحشہ عورتوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص [illegible])

ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ:

"آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی [illegible]"

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

گجرات میں پولیس کی مہربانی سے مسلمانوں کی دکانیں جلانیوالے فسادی

قانون کے شکنجے سے آزاد

گزشتہ ہفتہ گجرات قتل عام کے ایک معاملے میں پنچ محل ضلع کی ایک عدالت نے جو فیصلہ دیا ہے اس سے کئی سوال اٹھ گئے ہیں۔ مسلمانوں کی دکانیں جلا ڈالنے والے سبھی گرفتار لوگوں کو عدالت نے بری کر دیا ہے۔ ان کی شہادت کے چھوٹ جانے کی وجہ یہ ہے کہ پولیس کی طرف سے داخل کی گئی فرد جرم میں بہت سی خامیاں تھیں۔

ضلع اور سیشن عدالت نے صرف دو سماعت کے دوران ہی سارا مقدمہ نمٹا دیا۔ ۲۰ فروری کو پیش ہوئے معاملے کی سماعت ہوئی اور ۲۶ فروری کو ایک ہی ہفتے میں ہی معاملہ ختم ہو گیا۔

اے ایس پی (ہیڈ کوارٹر) ... اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ کسی نے بھی ملزمان کو پہچاننے کی تصدیق نہیں کی۔ دوسرے الفاظ میں اس سلسلہ میں پولیس ایک بھی چشم دید گواہ پیش نہیں کر سکی۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ عدالت میں ملزمان کی ... گرفتار کرنے کی مخالفت میں جو ... کی قیادت بھی ... نے کی تھی۔

پنچ محل ضلع کے لونا واڑہ قصبہ میں ۲۸ فروری کو فسادیوں نے مسلمانوں کی تقریباً ۷۰ دکانیں جلا ڈالی تھیں لیکن صرف ایک ہی دوکاندار ... سوتی نے اس کی شکایت پولیس میں درج کرائی۔ ایف آئی آر کے مطابق ... کی دوکان ... کرنے والے اقبال سوتی نے ... لاکھ روپیہ کا نقصان ہونے کی بات کہی تھی۔

دوسرے دوکانداروں کی طرح اقبال سوتی بھی واقعہ سے پہلے ... بجے کے قریب دوکان بند کر کے گھر چلا گیا تھا ... زندہ جلا دیے گئے ... کر کے عدالتی ... کی دوکان جلا ڈالی گئی ہے ... گیا اور ایف آئی آر درج کرائی۔

عدالت میں سوتی کی طرف سے مقدمہ لڑنے کے لیے حکومت نے خاص سرکاری وکیل ... مقرر کیا تھا ... بھی چشم دید گواہ نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ خارج ہو گیا ... کسی چشم دید گواہ کی گواہی نہیں کرائی ...

معاملہ کو ... دینے سے انکار کیا ہے ...

معاملات کی پیروی کے لیے سرکاری وکیل مقرر کیا گیا ... لوگ مارے گئے تھے ...

کوئی بھی ... اقبال سوتی کے معاملے میں مقدمہ کے دوران جو قانونی خامیاں سامنے آئیں وہ مندرجہ ذیل طرح ہیں

• پولیس نے ایف آئی آر درج ہونے کے ... ملزمان کو گرفتار کیا ... تفصیل ...

• پولیس کسی بھی چشم دید گواہ کو پیش نہیں کر پائی۔

• چشم دید گواہ ... ان میں جو پولیس والے تھے ... ثبوت ... کوئی بھی جانچ نہیں کی گئی۔

• ایف آئی آر کے مطابق ... بجے سے ... بجے کے درمیان ہوا اور پولیس نے اس کو ... درج کیا۔

• پولیس نے ... ملزمان کو موقع سے گرفتار کیا ... گرفتاری کا وقت ... درج نہیں کیا گیا ہے۔

پولیس کی یہ ... ثابت کرتی ہے کہ گجرات کے مظلوموں کو انصاف ملے ... گجرات کے مسلمانوں کو ... انصاف ملنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ ◻◻

نظام کے بیش قیمت زیورات و جواہرات کا تنازعہ

باہمی رضامندی سے حل ہو گیا

حیدرآباد کے آصف جاہی گھرانے کے ... سالہ پرنس مکرم جاہ ... کروڑ روپیہ ... اور مکرم جاہ و حیدرآباد کے ... نظام عثمان علی خان کے ... زیورات کے ... کا تنازعہ حل ہو گیا ...

سب سے زیادہ رقم نظام کے وارث پرنس مکرم جاہ کو ملی ... پرنس کو صرف ... دونوں طرف کے وکلاء نے ... روپیہ ... ملے ...

سرمایہ کاری کرائی ... کروڑ روپیہ ... پھر قانونی لڑائی ... حال ہی میں ... ۹۳ سالہ بھائی مکرم جاہ ... حیدرآباد ... کروڑ روپیہ ...

ماں اور ... کروڑ روپیہ ... مکرم جاہ ... عثمان علی خان کے ... کروڑ روپیہ ... نظام ... ۱۹۳۵ ... کروڑ ...

ہے کہ وہ اس رقم سے ... حیدرآباد ... زیورات ... سلسلہ ...

اس دوران جن زیورات کو لے کر یہ کہانی شروع ہوئی تھی ... مرکزی حکومت ... زیورات ... حیدرآباد ...

نظام کے شہر کے کئی لوگ ... نظام کی وراثت ... ◻◻

چھتی سنگھ پورا قتل عام کے بعد سیکورٹی فورس کے ہاتھوں مارے گئے نوجوان بے قصور تھے

ڈی این اے جانچ رپورٹ میں انکشاف

جموں کشمیر کے چھتی سنگھ پورا میں مارچ ۲۰۰۰ میں سکھوں کے قتل عام کے بعد سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں مارے گئے پانچ افراد کے ڈی این اے ٹیسٹ سے پتہ چلا ہے کہ وہ غیر ملکی دہشت گرد نہیں بلکہ مقامی اور بے قصور شہری تھے۔ یہ اطلاع خود وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ نے دی ہے۔

ڈاکٹر عبداللہ نے بتایا کہ ... لیبارٹریوں نے ڈی این اے نمونوں کی جانچ کرنے کے بعد اس بات کی تصدیق کی ہے کہ مارے گئے پانچوں افراد غیر ملکی دہشت گرد نہیں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ریاستی حکومت مرکز سے رابطہ قائم کرے گی ... سی بی آئی سے کرائی جائے گی اور ملزمان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

وزیر اعلیٰ نے ریاستی اسمبلی میں کہا کہ انہوں نے مارچ میں ... ایوان میں ڈی این اے سیمپلوں کی جانچ ... مرنے والوں کی شناخت میں گڑبڑی کا اشارہ دیا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ ... کے بعد ... رشتہ داروں کے خون کے نمونے اور مرنے والوں کے ڈی این اے نمونے ... جانچ ہوگیا۔

اب ... مرنے والوں کی شناخت ... ظہور احمد دلال، ... بشیر احمد ... کی گئی ہے ... دہشت گرد نہیں تھے ... سیکورٹی فورسز کی جانب سے ... جانچ میں ... کے پیش نظر انہوں نے اس معاملہ کی جانچ سی بی آئی سے کرانے اور مجرموں کو سزا دینے کی سفارش کی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ریاست کی حکومت

جمعیۃ علماء راجستھان کا جدید انتخاب، مولانا محمد قاسم دوبارہ صدر منتخب

جمعیۃ علماء صوبہ راجستھان کی مجلس منتظمہ کی ایک عمومی میٹنگ یہاں بڑی مسجد جالوپورہ میں منعقد کی گئی جس میں راجستھان کے دور دراز علاقوں سے تشریف لاتے ہوئے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ مندوبین کی تعداد تقریباً [illegible] ہو گی۔

میٹنگ کا آغاز تقریباً ۱۰ بجے صبح تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جمعیۃ کے موجودہ صدر مولانا محمد قاسم صاحب کی صدارت میں باقاعدہ کارروائی شروع کی گئی۔ صدر محترم نے میٹنگ کے ایجنڈا کے مطابق ابتداءً جمعیۃ کی سابقہ کارگزاریوں کا اجمالی جائزہ لیا جس میں جہاں ایک طرف اس حقیقت کا اعتراف تھا کہ مرکزی جمعیۃ راجستھان کے ملی، اصلاحی، تبلیغی اور تعلیمی کاموں میں جتنی دلچسپی لیتی رہی ہے خصوصاً راجستھان کے مدارس و مکاتب کی مالی اور اخلاقی معاونت [illegible]

[illegible]

ہوں گے، بشرطیکہ [illegible] اور لاپرواہی پر احساس ندامت کے ساتھ آئندہ [illegible] ہو جائیں۔

آئندہ دو سالہ مدت کے لیے صدارت کے تعلق سے مولانا [illegible] صاحب [illegible]

کانگریس انتونی جیسے مسٹر کانگریسی کی باتوں پر غور کرتے ہوئے اپنا تاریخی کردار ادا کرے

جمعیۃ علماء ہند کے ناظم عمومی مولانا سید محمود مدنی کا بیان

نئی دہلی، ۲۰ جولائی ۲۰۰۲ء: جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود مدنی نے کہا ہے کہ کانگریس [illegible] انتونی نے جن باتوں کی طرف پارٹی کو توجہ دلائی ہے، ان کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ [illegible]

[illegible]

جمعیۃ علماء کے وفد کا دورۂ کیتھل

جناب قاری [illegible] جمعیۃ علماء [illegible] کیتھل [illegible]

[illegible]

ماہانہ نشست جمعیۃ علماء کانکی نارہ (شمالی کلکتہ)

[illegible]

جمعیۃ علماء ضلع الور کا خصوصی اجلاس

گولاہ مولا، ۲۱ جولائی ۲۰۰۲ء: جمعیۃ علماء ضلع الور کا ایک خصوصی اجلاس [illegible]

[illegible]

ہمدرد کی طرف سے وظائف کا اعلان

ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی نئے تعلیمی سال کے لیے قرض وظیفے جاری کرنے کے واسطے درخواستیں طلب کرتی ہے۔ صرف وہی مسلم طلباء، طالبات درخواست بھیجنے کے مجاز ہوں گے جنہوں نے دسواں درجہ (میٹرک) کم از کم ۸۰ فیصد یا بارہواں (انٹر) یا اس کا مساوی امتحان ۵۵ فیصد یا گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کم از کم ۶۰ فیصد نمبروں سے پاس کیا ہو۔ جن طالب علموں کے نمبر اپنی اپنی ریاستوں میں درخواست دینے والے طلباء میں سب سے زیادہ پائے جائیں گے صرف ان ہی طلباء، طالبات کو اکتوبر ۲۰۰۲ء میں کسی وقت سوسائٹی کے خرچ پر دہلی بلایا جائے گا۔ دہلی میں دوران قیام کے دوران ان کا انگریزی اور معلومات عامہ (جنرل نالج) میں امتحان اور انٹرویو لیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی وظیفوں کا فیصلہ ہوگا۔ وظیفہ میٹرک پاس کو ۲۵۰ روپے، انٹر پاس کو ۳۵۰ روپے، گریجویٹ کو ۵۰۰ روپے اور پوسٹ گریجویٹ کو (زیادہ سے زیادہ) ۱۲۰۰ روپے ماہانہ دیا جائے گا۔ جو طلباء طالبات وظیفے کے حقدار ٹھہریں گے ان کو ایک بانڈ بھر کر دینا ہوگا کہ تعلیم مکمل کر لینے کے زیادہ سے زیادہ دو سال کے بعد سے قرض وظیفہ کی رقم ۶۰ ماہ یا ۱۲۰ ماہ (اگر چاہیں تو ایک مشت بھی) ان ہی قسطوں میں واپس کرنا شروع کر دیں گے جن قسطوں میں وہ ان کو ملی تھی۔ وظیفہ پانے والے طلباء کی تعلیمی پیش رفت کا ہر سال احتساب ہوگا۔ اور اگر رفتار اطمینان بخش پائی تو وظیفہ کی تجدید کی جائے گی۔ وظیفہ کا فیصلہ کرتے وقت صلاحیت اور مالی حالت دونوں کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ ان امیدواروں کو جن کی مالی حالت اطمینان بخش ہے وظیفے کے بجائے بک گرانٹ یا کتابیں خریدنے کے لیے عطیہ دیا جائے گا۔ غیر مسلم طلباء کو بھی وظیفہ نہیں دیا جاتا ہے۔

جو مسلم طلباء یہ وظائف پانے کے خواہشمند ہیں اور جن کا ارادہ ہے کہ وہ تعلیم کا سلسلہ عصری تعلیم کے کسی شعبہ میں جاری رکھیں وہ ۲۰۰۲-۲۰۰۳ء کے تعلیمی سال تک جاری رکھیں گے، وہ سکریٹری ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی، تعلیم آباد، سنگم وہار، نئی دہلی ۱۱۰۰۶۲ کے نام لفافہ بھیج کر درخواست فارم منگوا سکتے ہیں۔ بھرے ہوئے فارم [illegible] ۲۰۰۲ء تک وصول کیے جائیں گے۔ اس کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

حادثۂ وفات

یہ خبر انتہائی رنج و الم کے ساتھ سنی جائے گی کہ جمعیۃ علماء ہند کے [illegible] مولانا [illegible] کا [illegible] تقریباً [illegible] سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم [illegible] ضلع [illegible] (بہار) کے رہنے والے تھے۔ [illegible]

اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے مرحوم کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے تمام دینی مدارس کے ذمہ داروں اور جماعتی احباب و رفقاء سے اپیل کی ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

معذرت

[illegible]

اہل خیر حضرات سے درخواست

مدرسہ اسعدیہ [illegible] ضلع [illegible] (یوپی) [illegible]

اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

الداعی: [illegible] (ناظم مدرسہ ہذا)

فہرست عطیہ دہندگان ریلیف فنڈ جمعیۃ علماء ہند برائے گجرات (قسط ۱)

معرفت مولانا محمد قاسم صاحب ناظم ... گوکاک

[illegible]	7,010/-
[illegible]	4,950/-
[illegible]	5,731/-
[illegible]	2,135/-
[illegible]	7,012/-
[illegible]	2,725/-
[illegible]	4,850/-
[illegible]	10,264/-
[illegible]	6,522/-

معرفت مولانا شریف حسن صاحب ... مدرسہ ... شیر کوٹ بجنور

[illegible]	3,500/-
[illegible]	1,835/-
[illegible]	2,800/-
[illegible]	1,844/-
[illegible]	1,070/-
[illegible]	1,385/-
[illegible]	1,055/-
[illegible]	1,535/-
[illegible]	1,150/-
[illegible]	8,080/-
[illegible]	1,950/-
[illegible]	4,558/-
[illegible]	1,180/-
[illegible]	2,580/-
[illegible]	10,361/-
[illegible]	1,310/-
[illegible]	1,625/-
[illegible]	1,870/-
[illegible]	1,550/-
[illegible]	12,970/-
[illegible]	5,290/-
[illegible]	2,070/-
[illegible]	210/-
[illegible]	895/-
[illegible]	760/-
[illegible]	3,158/-
[illegible]	1,540/-
[illegible]	1,055/-
[illegible]	3,250/-
[illegible]	3,030/-
[illegible]	850/-
[illegible]	1,200/-
[illegible]	1,450/-
[illegible]	3,010/-
[illegible]	375/-
[illegible]	550/-
[illegible]	1,260/-

حسب ذیل رقومات بذریعہ چیک ... ارسال کئے گئے

[illegible]	7,500/-
[illegible]	7,980/-
[illegible]	1,000/-
[illegible]	27,618/-
[illegible]	30,000/-
[illegible]	24,700/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	62,000/-
[illegible]	2,500/-
[illegible]	500/-
[illegible]	1,40,000/-
[illegible]	72,480/-
[illegible]	5,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	25,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	40,000/-
[illegible]	20,000/-
[illegible]	1,700/-
[illegible]	6,100/-
[illegible]	13,400/-
[illegible]	50,000/-
[illegible]	6,100/-
[illegible]	6,000/-

[illegible]	24,000/-
[illegible]	40,000/-
[illegible]	3,000/-
[illegible]	3,740/-
[illegible]	7,000/-
[illegible]	500/-
[illegible]	1,760/-
[illegible]	25,000/-
[illegible]	56,000/-
[illegible]	7,789/-
[illegible]	2,500/-
[illegible]	800/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	30,110/-
[illegible]	50,000/-
[illegible]	1,20,000/-
[illegible]	43,000/-
[illegible]	1,30,000/-
[illegible]	11,500/-
[illegible]	1,00,000/-
[illegible]	9,000/-
[illegible]	27,500/-
[illegible]	11,600/-
[illegible]	17,520/-
[illegible]	26,500/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	10,700/-
[illegible]	31,000/-
[illegible]	3,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	20,000/-
[illegible]	2,350/-
[illegible]	2,275/-
[illegible]	70,000/-
[illegible]	6,000/-
[illegible]	25,000/-
[illegible]	30,000/-
[illegible]	50,000/-
[illegible]	24,000/-
[illegible]	7,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	8,000/-
[illegible]	18,000/-
[illegible]	22,200/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	3,625/-
[illegible]	25,000/-
[illegible]	500/-
[illegible]	500/-
[illegible]	1,000/-
[illegible]	36,000/-
[illegible]	2,000/-
[illegible]	11,000/-
[illegible]	3,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	44,000/-
[illegible]	[illegible]
[illegible]	8,000/-
[illegible]	5,615/-

[illegible]	61,830/-
[illegible]	5,000/-
[illegible]	6,300/-
[illegible]	8,000/-
[illegible]	50,000/-
[illegible]	50,000/-
[illegible]	24,000/-
[illegible]	13,300/-
[illegible]	16,200/-
[illegible]	2,500/-
[illegible]	1,50,700/-
[illegible]	2,000/-
[illegible]	10,000/-
[illegible]	5,400/-
[illegible]	5,000/-
[illegible]	58,000/-
[illegible]	76,800/-
[illegible]	3,200/-
[illegible]	1,000/-

(جاری)

بقیہ: غلام احمد قادیانی صفحہ ۲ سے

[illegible]

خلاصہ کلام

[illegible] ... من هذه الخرافات۔

بقیہ: وانکو صفحہ ۱ سے

[illegible]

بقیہ: روزگار صفحہ ۱ سے

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date : 22/23 July 2002 7/8 24/25
26 July - 1 August 2002
R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11052/2002

منظر پس منظر :

منصور علی خاں کا تجزیہ

ایک اعتراض • "ہندو" کی تعریف • بیکار بحث

ایک اعتراض

ہندوستان کے نئے صدر اے پی جے عبدالکلام کے بارے میں ایک مقامی روزنامہ (راشٹریہ سہارا) کے مراسلاتی کالم میں سید شہاب الدین کے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ مسلم انڈیا کے ایڈیٹر سید شہاب الدین نے پوچھا تھا کہ مسٹر عبدالکلام محض ہندو ہیں اور انھیں بی جے پی نے صرف اس لیے صدارتی امیدوار بنایا ہے کہ وہ نام کے مسلمان ہیں۔ مراسلہ نگار نے ہندوستانی صدر جمہوریہ کی ہندوگی اور امیدواری کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ محض ہندو ہونا خود مسٹر

عبدالکلام کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے اس ضمن میں مراسلہ نگار نے ہندو اصطلاح کی من مانی تشریح بھی کر ڈالی ہے۔ جیسے انھوں نے کہا کہ لفظ ہندو کا تعلق کسی ذات برادری یا مذہب سے نہیں ہے۔ اس طرح ایک تاریخی اور عصر حاضر کی مسلمہ حقیقت کی دوالفاظ تعریف اور حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لفظ ہندو قدیم ترین معنوں میں کسی بھی ملک میں لیا جاتا ہو آج کے دور میں یہ ہندوستان کی ایک خاص مذہبی اکثریت کا نام ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہاں کی غیر مسلم اور بت پرست اکثریت کو آخر کس نام سے یاد کیا جائے گا؟ اس کے علاوہ اب تو ہندو، ہندی، ہندوستان مترادف معنی اصطلاحیں اور الفاظ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ کہنا ایک حقیقت کا منہ چڑانا ہے کہ ہندو کسی ذات، مذہب یا قوم کا نام نہیں ہے۔ اگر بحث کی خاطر یہ مان بھی لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں اکثریتی آبادی کو آخر کس نام سے یاد کیا جائے گا اور اسے کس مذہب یا دھرم سے منسوب کیا جائے گا۔ کیا مراسلہ نگار کو معلوم نہیں کہ ہندو جیون، ہندو دھرم اور ہندو نظام حیات آج کی ہندو اکثریت کی عام اور مروجہ اصطلاحیں ہیں۔ مراسلہ نگار نے غیر شعوری طور پر سنگھ پریوار کے اس نظریہ کو بھی تسلیم کرلیا ہے کہ ہندوستان میں رہنے والا ہر ایک شخص ہندو ہے، چاہے اس کا تعلق مذہب و دین کچھ بھی ہو۔ ہندو مذہب، ہندو کلچر، ہندو قوم کی اصطلاحیں آج کی نہیں، صدیوں پرانی ہیں اور تقریباً ایک صدی سے سیاسی طور پر ان کا استعمال زور شور سے کیا جا رہا ہے۔

ہندو کی تعریف

کانگریس کے دور اول میں جنگ آزادی شروع ہونے سے پہلے ہی ہندو دھرم، ہندو کلچر اور ہندی زبان کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ خود کانگریس کی اولین صف کے لیڈروں میں ایسے ہی لوگ اعلانیہ طور پر ہندو دھرم، ہندو کلچر اور ہندی زبان کی بالادستی کے نعرے لگاتے تھے۔ اس ماحول نے مسلمانوں کو چونکا دیا اور انھیں مستقبل کے ہندوستان میں اپنی بقا کی فکر محسوس ہونے لگی۔ جو ہم جنگ آزادی میں مسلمانوں نے دوسروں سے کہیں زیادہ قربانیاں پیش کیں۔ اس لیے یہ سوال اس وقت دب گیا اور اس کی شدت کم ہوگئی۔ ہندو فلسفہ اور ہندو عقائد و نظریات کے علمبردار نہ صرف سنگھ پریوار والے بلکہ دوسرے نام نہاد سیکولر لیڈر اور دانشور بھی ہندو دھرم کو محض ایک دھرم یا مذہب نہیں مانتے بلکہ اعلانیہ طور پر اس کو ہندو نظام حیات کا نام دیتے ہیں۔ یہاں جس مراسلے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ چونکہ اس اخبار میں شائع نہیں ہوا اس لیے اس کی تردید اور جواب ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ لیکن جس اخبار میں یہ مراسلہ شائع ہوا ہے

وہ بے شک مسلمان قارئین پڑھتے ہیں اور مراسلہ نگار کے خیالات سے ان کے گمراہ ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے اس پر تبصرہ کرنا اس کالم نویس نے ضروری سمجھا۔ جہاں تک ڈاکٹر عبدالکلام کے صدارتی امیدوار اور ان کے مذہبی گھرانے سے تعلق کا سوال ہے تو یہ بحث سراسر بے معنی ہے۔ کسی مسلمان کو اس بنا پر کوئی اعلیٰ سرکاری یا سیاسی عہدہ نہیں دیا جاتا کہ اپنے مذہب کے ساتھ اس کی وابستگی کتنی گہری ہے۔ اس کے برعکس ایسے ہی مسلمانوں کو تلاش کیا جاتا ہے جو اپنے مذہب اور قوم سے کوئی خاص محبت و وفاداری نہ رکھتے ہوں۔ ڈاکٹر عبدالکلام جیسے بھی ہیں بہر حال مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی ڈیموکریٹک اور سیکولر جمہوریت کا یہ ایک مثبت پہلو ہے کہ ڈاکٹر کلام کا صدارتی انتخاب تقریباً اتفاق رائے سے ہو رہا ہے۔

بیکار بحث

مسلمان ہو یا کسی شخصیت کا صدر جمہوریہ کے عہدہ پر فائز ہونا عام طور پر مسلمانوں کے لیے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اول اس لیے

کہ ہندوستان کے صدر جمہوریہ کے اختیارات تقریباً صفر ہوتے ہیں۔ عبدالکلام کیا مذہبی اعتبار سے ان سے کہیں بہتر مسلم شخصیتیں ہندوستانی جمہوریت کے اس اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو چکی ہیں تو مسلم اقلیتوں کو اس سے کیا فائدہ ہوا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم جو حکومت میں آنے سے پہلے ندوہ کی اس کا جائزہ اور منصفانہ لگانے کے بعد سے علمبردار تھے اور جامعہ کی تحریک اور سربراہی میں اس کا گہرا تعلق تھا ان کے احترام کا ایک واقعہ یہ ہے اس وقت کے صدر جمہوریہ کو پیش کیا گیا تھا۔ اب عہدہ صدارت پر فائز ہونے کے بعد وہ اس کا جائزہ مقام دلانے کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے۔ ایک اور بات یہ بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگرچہ ہندوستانی آئین میں تحریری طور پر کہیں بھی ایسا نہیں کہ ہندوستان کا وزیر اعظم کوئی مسلمان، سکھ یا عیسائی نہیں بن سکتا۔ لیکن ملک کی روایتی اور جمہوری روایت ہے کہ کسی مسلمان کو انتظامیہ حکومت کا سربراہ نہیں بنایا جاتا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آخر صدر جمہوریہ ڈاکٹر عبدالکلام ہیں یا کوئی اور، اس سے مسلمانوں کی زبوں حالی میں کوئی فرق آنے والا نہیں

ہے۔ ہاں اگر صدر جمہوریہ یہ محسوس کرتے ہوں کہ ان کے عہدے پر فائز ہونے والے کی کوئی مذہبی خصوصیت پر بحث کرنا بےکار بات ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی بھی سرکاری عہدے پر کسی مسلمان کو فائز کرتے وقت یہ بات گوارہ رکھی جاتی ہے کہ اس کے مذہبی یا قومی

مذہب کی اس کی افکار اور اعتقادی زندگی پر کوئی چھاپ نہ ہو۔ یہاں اس کی گہری مذہبی غیر جانبداری ایک بنیادی شرط ہوتی ہے۔ اور یہ بات ہے کہ ہندوستان کی اکثریت بھی مذہبی غیر جانبداری یا سیکولرزم کا بھی سوچ رکھتی ہے۔ یہ محض ایک سیاسی حکمت عملی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کہ مظلوم عوام کے بنیادی انسانی حقوق کے لیے آواز بلند نہ کی جائے اور ان بین الاقوامی انسانی حقوق کی طرف توجہ ندے سکیں۔ ایک اور نکتہ ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کی ہندو کہلانے والی آبادی کی چونکہ کوئی بنیادی قدر مشترک نہیں ہے جو اسے متحد کرسکے۔ اس لیے اس مقصد سے ہندو دشمن پرستی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح مغرب کی موجودہ قوم پرستی کی نقل ہے جس کے لیے ہندوستان میں اپنی جارحانہ شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ چونکہ ہندو کہلانے والی ہندوستانی آبادی کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں ہے اس لیے ہندو قوم پرستی کو ایک نیا ہندو دھرم سمجھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ان کی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ یہ بھی کوئی مذہبی عقیدے کے ساتھ وابستہ ہوں۔ بد قسمتی سے اب حب الوطنی کے فطری انسانی جذبہ کے برخلاف بدلا جاتا ہے۔ یہ ایک ذہنیت اور فطرت کی کوشش ہے۔ انسان کا اصلی اور حقیقی مرض جس کا علاج کم ہوتا ہے۔ اس سے مل کر ایک جدید مرض ہے۔ یہ جنون ہے جس میں آج کا انسان مبتلا ہے۔ ایک حد تک جانے پر دونوں آپ کو پوری طرح جکڑ لیتے ہیں۔ ان کی پیروی کرکے انسان کی زندگی کا انتخاب ہے۔

ہندوستان کے میزائل مین ابوالفاخر زین العابدین عبدالکلام ملک کے بارہویں صدر جمہوریہ منتخب

ملک کے ممتاز ترین سائنسداں اور میزائل مین ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام ہندوستان کے بارہویں صدر کے عہدے کے لیے زبردست ووٹوں سے منتخب قرار دیے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک طرفہ انتخاب میں انھوں نے بائیں بازو کی امیدوار ڈاکٹر لکشمی سہگل کو بھاری فرق سے شکست دی۔ ۱۸ جولائی کو ڈاکٹر کلام کے انتخاب کا اعلان ہوتے ہی ان کے آبائی گاؤں اور ملک بھر میں خوشی کا ماحول چھا گیا اور مبارکباد دینے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ وزیر اعظم، سبھی پارٹی لیڈروں نے ڈاکٹر کلام کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ صدر جمہوریہ کے آر نارائنن نے ۱۸ جولائی کو ڈاکٹر کلام کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ محترمہ لکشمی سہگل نے بھی اپنے ایک بیان میں ڈاکٹر کلام کو کامیابی کی مبارکباد

دی ہے۔ بائیں بازو کے موم بتی جلائی تھی

صدارتی انتخاب میں ڈاکٹر کلام کو ۹ لاکھ ۲۲ ہزار ۸۸۴ ووٹ ملے جبکہ لکشمی سہگل کو ایک لاکھ ۷ ہزار ۳۶۶ ووٹ ملے۔ ۲۵ جولائی کو پارلیمنٹ کے سینٹرل ہال میں ایک باوقار تقریب میں ڈاکٹر کلام نے صدر کے عہدہ کا حلف لیا۔ ڈاکٹر کلام کو قومی جمہوری اتحاد اور کانگریس کی حمایت حاصل تھی۔ ۱۸ جولائی کو گنتی مکمل ہونے کے بعد انتخابی افسر نے ڈاکٹر کلام کو منتخب قرار دیا۔ ڈاکٹر کلام کو ۸۹.۵۷ فیصد ووٹ ملے۔ محترمہ سہگل نے ۱۰.۴۲ فیصد ووٹ حاصل کیے۔

(ایجنسی)

سو میں ۹۰ فیصد نمبر حاصل کئے ڈاکٹر کلام

میں نے ۹۰ فیصد نمبر حاصل کیے ہیں اور میں اس سے بہت خوش ہوں۔ یہ بات ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے ہندوستان کے بارہویں صدر کے عہدے کے لیے اپنے انتخاب کے اعلان کے بعد کہی۔

ڈاکٹر کلام اپنے انتخاب کے بارے میں اپنے دہلی کے عہدیداروں سے گفتگو کر رہے تھے۔ یہ پوچھنے پر کہ ان کی کامیابی کی خوشی میں کیا کچھ کہنا چاہیں گے، ڈاکٹر کلام نے کہا کہ وہ سائنسداں اور وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد یہاں پروفیسر آف ٹیکنالوجی کی حیثیت سے درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کا انتخاب میں ہونا ان کے لیے ایک اعزاز ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ وہ کس طرح کا ہندوستان دیکھنا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر عبدالکلام نے کہا کہ میں اگلے بیس برسوں میں ترقی یافتہ ہندوستان دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں دو حرف اور نظریہ کی ضرورت ہے۔

خریداران حضرات متوجہ ہوں

ان خریداروں کی طرف زر سالانہ باقی ہے ان کو بار بار یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اب بذریعہ اخبار آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں پر رقم باقی ہے

۳۱ جولائی ۲۰۰۲ء

تک دفتر کو روانہ کر دیں۔ بصورت دیگر ان کا اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (منیجر)

الجمعیۃ

پرنٹر و ناشر : مولانا اسعد مدنی
مدیر : محمد خلیل وحلما کار
سلسلہ : جمعیۃ ٹرسٹ سوسائٹی
مقام اشاعت : مدنی ہال، ۱۔ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
مطبوعہ : اے بی آئی پرنٹرز، ۱۵ ۔ ۱۶ امام اجمیری، دہلی ۶

گجرات کے ہولناک فساد کے متاثرین کی بھرپور امداد کیجئے — امیر الہند مدظلہ کی اپیل